پریخانۂ صحرا

از جناب مُلّا رموزی

گلستاں تک نظر آئیگا ویرانہ ویرانہ
کبھی خود دیکھ لیجیگا جو صحرا کا پریخانہ

فضائے وادیٔ گلریز و موجِ چشمہ روشن
جمالِ انجم و مہتاب و حسنِ جانِ جانانہ

یہیں بکھری ہوئی زلفوں کی عنبر بیز لپٹیں ہیں
یہیں ہر جانِ موسیقی یہیں ہے روحِ خمخانہ

یہیں تو سینۂ نوخیز میں مستی مچلتی ہے
یہیں فرزانۂ عاشق نظر ہوتا ہے دیوانہ

یہیں طوفان اُٹھتے ہیں جوانی کی اُمنگوں میں
یہیں کچھ مُسکراتے ہیں حجاباتِ عروسانہ

یہیں دوشیزگی دلہن بنی جاتی ہے شرما کر
یہیں عاشق ہوا جاتا ہے اب پروانہ پروانہ

یہیں ہیں وادیٔ گلرنگ کی شہزادیاں شاداب
یہیں ہے غمزۂ ترکانہ و نازِ ملوکانہ

یہیں حسنِ شبابِ ماہتاب و کہکشاں گھٹ کر
ادب سے پیش کرتا ہے جواہر تابِ نذرانہ

یہیں کی بانسری کی لے پہ قدسی وجد کرتے ہیں
یہیں سجدہ کو خود مجبور ہے پندارِ بت خانہ

یہیں اس جانِ عشق و حسن دوشیزہ کے تیور میں
نظر آتا ہے اطمینان و استغنائے شاہانہ

یہیں تو اصل شعر و نظم کی رنگیں شرابیں ہیں
یہیں تو ناز اُٹھاتی ہے مری تخئیلِ سلطانہ

رموزی جب میں ان رنگینیوں پر بھی ہوا غالب
تو فطرت نے دیا مجھ کو مزاجِ تاجدارانہ